AL-QALAM القلم
ISSN 2071-8683 e-ISSN 2707-0077
Volume 25, Issue, 2, 2020
Published by Institute of Islamic Studies,
University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

استشراقی تاریخ میں تفہیم شخصیتِ محمدی ﷺ: ایک اجمالی تعارف

Orientalism on Muhammad: A Historical Sketch

Dr. Muhammad Shahbaz Manj
***Dr. Saeed Ahmed Saeedi*

*Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha
**Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore

Abstract

In the course of history orientalists have produced a massive literature on the personality of the Prophet of Islam. This paper gives an inclusive historical account of their studies on the subject. It traces the ideas of a large number of prominent orientalists on different aspects of *Sirah*. It finds that primarily Prophet Muhammad was very much maligned by the orientalists. They developed very malicious accounts on the personality and character of the Prophet Muhammad (Peace be upon him). Later on some tried to remove the historical inferior allegations but malevolent approach about Muhammad didn't remove. Even in the latest orientalist studies on *Sirah* the traditional orientalist's spiteful approach is seemed to be involved.

Keywords: Orientalists, History, Prophet Muhammad, Criticism

استشراقی تاریخ میں آں حضور ﷺ کی شخصیت سے متعلق مختلف نوعیت کے افکار و نظریات ملتے ہیں۔ یہ افکار، اہلِ اسلام کے یہاں، مختلف حیثیات میں بحث و نظر کو موضوع بھی بنتے رہتے ہیں۔ لیکن ان سب، یا بیشتر افکار و خیالات کا، تاریخی نوعیت کا کوئی جامع خاکہ نہیں ملتا؛ جس سے ان کی صحیح صحیح تفہیم اور ان پر نقد و نظر کے سلسلے میں میں بہتر مدد فراہم ہو سکے۔ زیرِ نظر مضمون میں، اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آگے بڑھنے سے قبل، یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ یہ صرف سیرت طیبہ سے متعلق استشراقی افکار

ونظریات کا ایک تاریخی خاکہ اور خلاصہ یا زیر نظر موضوع پر مستشرقین کی عمومی اپروچ ہے؛ اس میں متعلقہ استشراقی افکار کا تفصیلی محاکمہ وجائزہ پیش نہیں کیا جارہا؛ جس کا سبب ایک تو یہ ہے کہ یہاں مقصود ہی ایک جگہ ان کا جامع اجمالی خاکہ پیش کرنا ہے، دوسرے یہ کہ ان پر نقد ایک مضمون میں ممکن نہیں (اس پر دیگر مضامین میں الگ سے گفت گو پیش نظر ہے) اور تیسرے یہ کہ یہ کام متعدد اور مختلف اہلِ بحث و تحقیق کے کرنا کا ہے؛ سو اسے ان کے لیے کھلا چھوڑا جارہا ہے؛ کہ وہ ان افکار کو پڑھیں، سمجھیں اور سنجیدہ نقد و نظر کا موضوع بنائیں۔ اس مضمون میں، اہلِ تحقیق کے لیے، ایک ضمنی فائدہ یہ ہے کہ جس مستشرق کا نام متن میں آیا ہے، فٹ نوٹ میں اس کا ، اور جہاں مناسب محسوس ہوا، اس کی فکر کا، انتہائی اختصار کے ساتھ، ایک عمومی سا تعارف بھی پیش کر دیا گیا ہے۔ گویا یہ مضمون، قارئین کے لیے سیرت پر استشراقی مطالعات کی تاریخ سے عمومی آگہی کے حصول کے ساتھ ساتھ، کئی نمایاں مستشرقین اور مغربی مفکرین کی شخصیات و افکار سے متعلق، اہم اور مفید اضافی معلومات حاصل کرنے کا وسیلہ بھی ہے۔

سخت الزامات اور افسانوی اندازِ بیان

سیرت طیبہ کے حوالے سے، استشراقی فکر کی تاریخ دیکھیں تو اس میں، آں جناب ﷺ پر نہایت سخت الزامات ملتے ہیں۔ آپ ﷺ کی شخصیت و سیرت کو، اس قدر افسانوی اور غیر حقیقت پسندانہ انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے، کہ خود متعدد معروف مستشرقین مغرب کو، آں حضور ﷺ کی تصویر کو انتہائی حد تک مسخ کر کے پیش کرنے کا، ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ مثلاً منٹگمری واٹ(William Montgomery Watt، 1909ء-2006ء)[1] کا کہنا ہے کہ عظیم انسانوں میں سے کسی کی اس قدر مسخ شدہ تصویر پیش نہیں کی گئی؛ جس قدر محمد[ﷺ] کی گئی۔ عالمِ عیسائیت میں، صلیبی جنگوں سے بھی پہلے، حضور [ﷺ] کو دشمنِ اعظم (Great enemy) اور تاریکی کے شہزادے (The Prince of Darkness) کی شکل میں پیش کیا جاتا تھا۔[2] ہٹی (Philip Khuri Hitti، 1886ء-1978ء)[3] کے مطابق آپ [ﷺ] کو دغاباز اور جھوٹا مدعیِ نبوت قرار دیا گیا۔ جنس پرستی، بد چلنی، خون آشامی اور قزاقی میں ملوث دکھایا گیا۔[4]

اہلِ مغرب نے آپ ﷺ کو (نعوذباللہ)، ماہوئن (Mahoin)، ماہوئنڈ (Mahoind)، ماہومٹ (Mahomet) وغیرہ ناموں کے ساتھ، بہت بڑے بت سے تعبیر کیا؛ اور مسلمانوں کو اس بت کے پرستار قرار

دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ سراسن ،ماہومٹ کو اس کا خود تراشیدہ اور ناقابلِ تسخیر قوتوں کا مالک ، بت خیال کرتے ہیں۔[5] ان کی تاریخوں میں ایسے گیت نقل ہوئے ہیں، جن میں مسلمانوں کو ماہومٹ کو خدا قرار دیتے،اس کے حضور نذرانے پیش کرتے اور اس سے دشمن پر فتحیاب ہونے کی دعائیں مانگتے دکھایا گیا ہے۔[6] اہلِ مغرب کے ہاں ماہوئنڈ کا بت صرف مسلمانوں کی عبادت تک محدود نہ رہا؛ بلکہ بتوں کی قدیم تاریخ کا بھی نمایاں حصہ بن گیا۔ انبیا کے دشمن اور مخالفین بھی، اسی بت کے پجاری بتائے جانے لگے؛ فرعونی ماہومیٹی قرار دیے گئے۔؛ فرعون، ڈوبتے وقت، غرقابی سے نجات کی غرض سے اپنی سپاہ کو ماہومڈ سے رجوع کی تلقین کرتا دکھایا گیا ہے۔[7]

بعض اہلِ مغرب نے آں جناب ﷺ کو (نعوذ باللہ) ایک ایسا عیسائی قرار دیا؛ جس نے مسیحیت کے اندر حصولِ عظمت یا پوپ بننے میں ناکامی کے بعد، اقتدار و حکومت اور جاہ و حشمت کی خاطر، مسیح کی تعلیمات کو مسخ کر کے، ایک نیا مذہب ایجاد کیا۔ ایک کہانی میں ہے کہ وہ یروشلم کا بڑا ابشپ بننا چاہتا تھا؛ جس کی بنا پر شہنشاہ نے اس کو جلا وطن کر دیا۔ وہ لیبیا چلا گیا اور وہاں کے چیف کے گھر قیام کیا؛ اور اسے قتل کر ڈالا؛ تاکہ اس کی جگہ لے لے۔ بادشاہ مر رہا تھا اور وہ اعلان کر رہا تھا کہ :جو شخص ایک خاص سفید بیل کو رام کر لے گا، وہ بادشاہ بن جائے گا؛ اور خود اس نے، خفیہ طور پر، اس بیل کو رام کر رکھا تھا۔ یوں وہ بادشاہ بن گیا۔ وہ تو خدا بننے کا خواہشمند تھا، لیکن خدا نے اسے مرگی میں مبتلا کر دیا!وہ خوفناک موت مرا!؛ اسے سؤروں نے کھایا اور اس کا تابوت ہوا میں معلق ہو گیا!۔[8] ایک اور کہانی میں قرار دیا گیا کہ کلیسا نے ایک سرجیئس (Sergius the Monk)[9] نام راہب کو بدعتی قرار دے کر عیسائیت سے نکال دیا۔ یہ عرب چلا گیا؛ جہاں اس کی ملاقات محمد (ﷺ) سے ہوئی ؛ اس نے محمد (ﷺ) کو مسخ شدہ عیسائیت کی تبلیغ کی۔ محمد (ﷺ) کے پیروکار اس مسخ شدہ عیسائیت کو لے کر اٹھے؛ اور اسے تلوار کے زور پر دنیا کے بہت سے خطوں میں پھیلا دیا؛ لیکن محمد (ﷺ) کا اپنا انجام یہ ہوا کہ اس کو، (نعوذ باللہ) شیطانی وحی کے ایک دورے کے دوران، خنزیروں نے پھاڑ کر ہلاک کر دیا۔[10]

اس نوع کے الزامات اور افسانوں کو دورِ نشاۃ ثانیہ، اور بعد کے مغربی ادوار میں، خود اہل مغرب کی جانب سے، سختی سے رد کیا گیا؛ اور جدید تحریکات وغیرہ کے زیر اثر، پیغمبر اسلام کی قدرے حقیقت پسندانہ تفہیم کا دعوی کیا گیا؛ لیکن ان ادوار کا مغربی لٹریچر ،بالعموم، اس دعوے کی تائید نہیں کرتا؛ کیونکہ اس میں بھی ،حضرت محمد ﷺ سے بغض و عداوت بہت زوروں پر نظر آتی ہے۔ ان ادوار کے شعرا اور ادیب تو ایک طرف

،بڑے بڑے مصلحین تک ،جو پوپ اور کیتھولک چرچ کے دشمن تھے، بھی پیغمبر اسلام سے متعلق حقیقت پسندانہ رویہ نہ اپنا سکے۔ پروٹسٹنٹ کا بانی ، مارٹن لوتھر(Martin Luther، 1483ء-1546ء)[11]—جو جدید یورپ کا بہت بڑا مفکر اور مصلحِ اعظم سمجھا جاتا ہے—حضور ﷺ سے شدید بغض و نفرت کا اظہار کرتا نظر آتا ہے۔ وہ (معاذاللہ) حضور ﷺ کو شیطان قرار دیتا؛ اوریسوع مسیح سے دعا کرتا ہے کہ وہ قرآن کے مصنف پر آگ برسائے۔[12]

جان بیل (John bale، 1495ء-1563ء)[13] بھی پوپ کا سخت دشمن تھا؛ لیکن اسے بھی پوپ سے نفرت کے اظہار کے لیے، حضور ﷺ کی شخصیت ہی دکھائی دی۔ اس نے آں حضور ﷺ اور رومی پوپ کا موانہ کیا؛ اور قرار دیا کہ یاجوج ماجوج سے روح القدس کی مراد یہی دوافراد اور ان کے بد ترین اخلاف ہیں![14] بشپ بیل اپنے مذکورہ موازنے میں مزید کہتا ہے کہ یہ دونوں افراد فتنہ وفساد پیدا کرنے والے ہیں !؛انھوں نے کتبِ مقدسہ کو تسلیم کرنے کے باوجود، اپنے اپنے قوانین بنا کر ان کی پیروی کی دعوت دی ہے!؛یہ ان گنت لوگوں کے قاتل ہیں!؛بظاہر نیک دکھائی دیتے ہیں، لیکن فی الواقع شیطان کے بد قماش نائب ہیں![15]

ستم ظریفی ملاحظہ کیجیے، کہ ایک طرف پروٹسٹنٹ اپنے دشمن کیتھولک چرچ کو ماحومٹن(Mahumetan) قرار دے رہے تھے اور دوسری جانب پروٹسٹنٹ فرقے اورلوتھر کو بدعتی سمجھنے والے انھیں ماحومٹن(Mahumetan) بتا رہے تھے۔[16] کارڈینلپیرون (JacquesDavy Duperron یا Jacques Davy du Perron، 1556ء-1618ء)[17] نے پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی خبر لی؛لوتھر اور انگلینڈ کے بادشاہ ہنری ہشتم(Henri viii، 1491ء-1547ء)[18] وغیرہ کی بداعمالیاں گنوائیں تواس نے ضروری سمجھا کہ ان کا موازنہ محمد(ﷺ) سے کیا جائے۔ اس نے Luther's Alkoran کے نام سے ایک کتاب تحریر کی اور لوتھر کی تعلیمات کو حقیر و قابل نفرین ثابت کرنے کی غرض سے چالیس نکات میں لوتھر اور قرآن کی تعلیمات میں مماثلت ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ یہ شخص ہنری ہشتم کے مظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے ماحومٹن ہنری(MahumetanHenry) کہتا اور سرجیئس، لوتھر اور محمد (ﷺ) کو مسیحیت سے برگشتہ اور بدعتی قرار دیتا ہے۔[19]

افسانوں اور بے سروپا خیالات پر نقد

مذکورہ ادوار کے بعد کچھ آوازیں ایسی سنائی دیتی ہیں، جنھوں حضور ﷺ سے متعلق مغرب کی یاوہ گوئیوں کی مذمت کی۔ مثلاً ہنری سٹب (Henry Stubbe،1632ء-1676ء)[20] نے، بہت سے بے سروپا مغربی تصورات کو باطل قرار دیتے ہوئے، آں جناب ﷺ کے اخلاق و کردار کی تعریف کی۔[21] ہنری کومٹ ڈی بولین ویلئیرز (Henri Comete de Boulainvilliers،1658ء-1722ء)[22] نے 1731 میں پیرس سے شائع ہونے والی کتاب Histoire des avec la Vie de Mahomet میں حضور ﷺ کو عہدِ عقل و دانائی کا پیش رو قرار دیا۔ والٹیر (François-Marie Arouet Voltaire،1694ء-1778ء) نے Les Moeurs et l,sprit des nations کے عنوان سے شائع ہونے والی کتاب میں، آں حضور ﷺ کو ایک نمایاں اور صاحبِ بصیرت سیاسی مفکر اور ایک عقلی مذہب کے بانی کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی۔ اس نے اعتراف کیا کہ مسلمان عیسائیوں کی نسبت زیادہ رواداری رہے ہیں۔ پیغمبرِ اسلام کی عظمت کی گواہی آپ کے کٹر مخالفین اور دشمن بھی دینے پر مجبور ہوئے ہیں۔ جوہن جیکوب ریسکی (Johann Jakob Reiske،1716ء-1774ء)[23] نے واضح کیا کہ آں جناب ﷺ اعلی صفات کے حامل انسان ہیں اور اسلام ایک الہامی مذہب ہے۔[24] گوئٹے (Johann Wolfgang von Goethe،1749ء-1832ء)[25] نے حضور ﷺ کی مدحت و توصیف اور آپ کے دفاع میں نمایاں حصہ لیا۔ اس نے جناب مسیح سے متعلق مشرکانہ مسیحی تصورات کو رد کیا؛ اور اللہ کی وحدانیت اور حضور ﷺ کی صداقت کا اقرار کیا۔[26] تھامس کارلائل (Thomas Carlyle،1795ء-1881ء)[27] نے اہلِ مغرب کو حضور ﷺ سے متعلق بے سروپا اور باطل تصورات پر شرم دلائی؛ اور اسے اپنے عزت و وقار پر دھبہ باور کرانے کی کوشش کی۔ اس نے آپ ﷺ سے متعلق کبوتر کی بے ہودہ اور بے دلیل کہانی کا حوالہ دیتے ہوئے، قدیم مغربی خرافات سے نکلنے پر زور دیا۔ اس نے واضح کیا کہ لاکھوں انسانوں کے ہادی و رہنما، محمد (ﷺ) جھوٹے اور دغا باز نہیں ہو سکتے؛ قرائن نہایت بے غبار انداز سے آپ کو عظیم، سچا اور مخلص انسان ٹھراتے ہیں۔[28]

ناقدین کا دوسرا رخ اور جدید مستشرقین کا روایتی رویہ

استشراقی تاریخ کا یہ عجیب المیہ ہے کہ حضور ﷺ کا دفاع کرنے والے، مذکورہ قبیل کے مصنفین میں سے اکثر، کسی نہ کسی حوالے سے، آپ کی مخالفت پر بھی کمربستہ نظر آتے ہیں۔ مثلاً کومٹ ڈی بولین اپنے مذکورہ بالا تاثر کے ساتھ ساتھ، اہلِ اسلام کے اپنے مذہب کو زبردستی پھیلانے کا تاثر بھی پیدا کرتا نظر آتا ہے۔ والٹیر Mahomet or Fanaticism میں آپ کی وہی روایتی مغربی تصویر کشی کرتا اور آپ کو طاقت کے زور پر اپنا مذہب لاگو کرنے کا الزام دیتا ہے۔[29] مزید برآں جدید تر ادوار کے مستشرقین کے یہاں بھی آپ ﷺ کی شخصیت و کردار سے متعلق معترضانہ اور منفی افکار وخیالات عام ملتے ہیں، جس سے جدید مستشرقین کے عمومی رویے کے روایتی ہونے کے تصور کو تقویت فراہم ہوتی ہے۔ اس ضمن میں عہدِ جدید کے چند مستشرقین کے افکار پیش کیے جاتے ہیں:

گستاویل کا کہنا ہے آپ ﷺ (معاذ اللہ) اپنے مفاد کے تحت جھوٹ، دھوکے بازی، فراڈ سب کچھ کر گزرنے کو تیار ہوتے تھے۔ ویل کے الفاظ ہیں:

> However that may be, there is no doubt that he had frequent recourse to all sorts of fraud and imposture to secure his purpose ;calling into his service the angel Gabriel to reveal things which he could not himself believe.[30]

> کچھ بھی ہو محمد [ﷺ] کے پاس اپنے مفاد کے لیے ہر قسم کے فراڈ اور دھوکے کا آپشن موجود تھا۔ وہ کسی بھی وقت فرشتہ جبریل کو اس خدمت کے لیے بلا سکتے تھے کہ ان پر وہ چیزیں نازل کرے، جن پر وہ خود بھی یقین نہ کر سکتے تھے۔

ٹار اینڈ رائے (Tor Julius Efraim Andrae، 1885ء-1947ء)[31] کے نزدیک بھی آپ ﷺ (نعوذ باللہ) عیار، دغا باز اور حیلے بہانے سے اپنا مفاد حاصل کرنے کا رجحان رکھنے والے تھے۔[32] رائے آپ ﷺ کی اخلاقیات کو کوکم تر دکھانے کے لیے استدلال کرتا ہے کہ آپ میں خوبیاں یقیناً ہیں، لیکن آپ کی اخلاقی پوزیشن آپ کی دیگر خوبیوں کے مقابلے میں بہت کمزور ہے:

> In spite of everything that can be said in defense Muhammad's religious integrity and his loyalty to his call, his endurance, his

liberality and his generosity, we are not doing the prophet of Islam an injustice when we conclude that his moral personality does not stand upon the same level with his other endowments.[33]

محمد [ﷺ] کی مذہبی دیانت، اپنے مشن سے لگن، صبر وضبط، وسعتِ نظر اور لطف ومہربانی کے دفاع میں جو کچھ بھی کہا جاسکے، یہ نتیجہ اخذ کر کے ہم پیغمبرِ اسلام سے ناانصافی نہیں کر رہے ہوں گے کہ آپ کی اخلاقیات آپ کی دیگر خوبیوں کے برابر نہیں۔

ولیم میور نے آپ ﷺ کی شادیوں کو خواہشِ نفس کا نتیجہ قرار دیتے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہ آپ ﷺ نے اپنی نفسانی خواہش کی تسکین کے لیے شادیوں کی اس مقررہ حد کی پرواہ بھی نہیں کی جو آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں کے لیے طے کی تھی، لکھا:

Mahomet weakness for the sex seemed only to grow with age, and the attractions of his increasing harem were insufficient to prevent his passion from wandering beyond its ample limits.[34]

عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ محمد [ﷺ] کیشہوانی کمزوری بڑھتی ہی گئی۔ شادیوں کی مقررہ حد بھی انہیں حرم میں اضافے کی خواہشپوری کرنے سے باز نہ رکھ سکی۔

میور نے حضور ﷺ کے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کے واقعے کو افسانوی اور شاعرانہ انداز میں بیان کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے آپ ﷺ (معاذ اللہ) اتنے خواہش پرست تھے کہ اپنے معاشرے کے مسلمہ اخلاقی اصولوں کو پامال کر کے بھی، اس عورت کو حاصل کرنے میں آپ کا عار نہ ہوئی، جو آپ ﷺ کے متبنی زید کی منکوحہ تھی۔ آپ ﷺ اس کی محبت میں گرفتار ہوئے اور ہر قیمت پر اسے پانے کا تہیہ کر لیا؛ اور اس مقصد کے لیے وحی سے مدد لے لی۔[35]

جدید مغربی اہلِ قلم نے، سیرت مصطفوی ﷺ کے حوالے سے، اپنی تنقید میں یہ ثابت کرنے کی بھی کوشش کی کہ آپ ﷺ اور آپ کا خاندان نہایت حقیر سماجی حیثیت رکھتا تھا۔ مسلمان، آپ ﷺ کو نسباً بڑا اور اعلی ثابت کرنے کے لیے، آپ ﷺ کو ابراہیم واسماعیل کی نسل سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں؛ حالانکہ آپ ﷺ ان پیغمبرانِ خدا کی نسل سے ہیں ہی نہیں۔ ولیم میور کے مطابق آپ ﷺ کو نسلِ اسماعیل میں سے ثابت کرنے کے لیے، آپ ﷺ کے ابراہیمی نسب نامے کے ابتدائی سلسلے گھڑے گئے؛ اور حضرت اسماعیل اور

بنی اسرائیل کے بے شمار قصے نصف یہودی اور نصف عربی سانچے میں ڈھالے گئے۔[36] منٹگمری واٹ کا کہنا ہے کہ اگرچہ قرآن میں دین ابراہیمی کے تصور کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے لیکن یہ تصور مکی قرآن میں نظر نہیں آتا؛ نہ ہی ابراہیم و اسماعیل کے کعبے سے کسی تعلق کا سراغ ملتا ہے۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ ابتدا میں مسلمانوں کو معلوم ہی نہ تھا کہ حضرت اسماعیل کا حضرت ابراہیم سے اور حضرت اسماعیل کا عربوں سے کیا تعلق ہے؟ انھیں ان باتوں کا علم مدینے میں یہویوں سے روابط کی بنا پر ہو۔[37] مستشرقین نے حضور ﷺ اور خاندان بنو ہاشم کو مکہ کے دیگر خاندانوں کی نسبت کمزور و غریب اور پست حیثیت کا مالک ثابت کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ جان جوزف ساونڈرز (John Joseph Saunders،1910-1972)[38] کا کہنا ہے کہ محمد ﷺ ایک کمتر قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔[39] ولیم میور کا خیال ہے کہ عبد المطلب کے بیٹے، اپنے خاندانی وقار کو قائم نہ رکھ سکنے کی بنا پر، بہت سے ریاستی عہدوں سے دستبردار ہو گئے اور پست معیارِ زندگی پر آ گئے تھے۔[40] منٹگمری واٹ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کے سرپرست اس قدر کم مالی استطاعت رکھتے تھے کہ وہ زیادہ سے زیادہ یہ احتیاط کرنے کی پوزیشن میں تھے کہ آپ ﷺ کہیں بھوک سے مر نہ جائیں!۔[41] مکے کے معاملات میں خاندانِ بنو ہاشم کے افراد کی اہمیت نہ ہونے کے برابر تھی۔[42] حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان کی سماجی حیثیت کو اہلِ مغرب کی تحریریں اس دلیل سے بھی کم تر باور کراتی نظر آتی ہیں کہ: حضور ﷺ کو مرضعہ کے سپرد کیا جانا آپ کی یتیمی اور کم تر سماجی حیثیت کے پیشِ نظر تھا؛ کیونکہ مکے کے بعض معزز حلقے اس عمل کو ناپسند کرتے تھے۔[43] میثاقِ مدینہ کی رو سے آپ ﷺ کو مدینے کا بااختیار حکمران ظاہر کیا جاتا ہے؛ حالانکہ درحقیقت اس معاہدے کی رو سے آپ ﷺ کو نہایت معمولی اختیارات حاصل تھے؛ اور آپ ﷺ مدینہ کے دیگر سردارانِ قبائل سے کچھ بھی ممتاز حیثیت نہ رکھتے تھے۔[44]

مستشرقین حضور ﷺ پر یہ الزام بھی لگاتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے دین کو تلوار کے ذریعے پھیلایا؛ جبر و تشدد روا رکھا؛ لوٹ مار اور ڈاکے کے ذریعے سامانِ معیشت فراہم کیا۔ مثلاً منٹگمری واٹ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد مسلمانوں کی مختلف مہمات کو ڈاکوں سے تعبیر کرتے ہوئے لکھا:

All these expeditions, even that of Badr, were razzias, where the aim was to capture booty without undue danger to oneself...[45]

واٹ نے ایک اور مقام پر حضور ﷺ کی مختلف مہمات کی بنا پر آپ ﷺ کو ایسا جارح باور کرانے کی کوشش کی ہے، جس کا آج کے امن پسند زمانے میں تصور نہیں کیا جا سکتا:

> In our peace conscious age it is difficult to understand how a religious leader could thus engage in offensive war and became almost an aggressor.[46]

> ہمارے امن پسند زمانے میں یہ سمجھنا مشکل ہے کہ ایک مذہبی رہنما اس طرح کی جارحانہ جنگ میں ملوث ہو سکتا ہے؛ اور تقریباً ایک جارح بن سکتا ہے۔

ولیم میور کا کہنا ہے کہ جنگِ بدر میں مسلمانوں کے لڑنے کا جذبہ محرکہ لوٹ کی خواہش تھی۔[47] جارج سیل کا خیال ہے کہ ابتداءً حضور ﷺ کا رویہ نرم اور معتدل صرف اس لیے تھا کہ آپ کمزور تھے، جب آپ کو طاقت حاصل ہوئی تو آپ ﷺ نے فوراً اعلان کر دیا کہ آپ کو بارگاہِ خداوندی سے دشمنوں پر حملہ کرنے، بت پرستی کو ختم کرنے اور دین کو بہ زورِ شمشیر قائم کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔[48] ٹار اینڈ رائے کے خیال میں جنگی فتوحات نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ آپ اپنے دین کو بہ زورِ بازو نافذ کر سکتے ہیں۔ رائے کے الفاظ ہیں:

> The satisfaction and joy of victory increased the prophet's consciousness of his calling. The thought grew in him that the world must be compelled by force to obey Allah's word and commandments, if preaching did not succeed.[49]

> فتح کی خوشی اور اطمینان نے اپنے مشن کے لیے پیغمبر [ﷺ] کی توجہ اور احساس میں اضافہ کیا۔ ان کے اندر یہ خیال پختہ ہو گیا کہ اگر تبلیغ کارگر نہ ہو تو دنیا کو بہ زورِ طاقت احکام الٰہی کی اطاعت پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

مستشرق مذکور کے مطابق حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ اپنی ضروریاتِ زندگی اور سامان معیشت مدینہ سے گزر کر شام آنے جانے والے قافلوں کو لوٹ کر فراہم کیا کرتے تھے۔[50]

سیرتِ نبوی ﷺ کے حوالے سے مغربی اہلِ قلم کے یہاں، ایک قابلِ ذکر امر آپ ﷺ کے تصورِ توحید کو شرک سے ملوث بتاتا ہے۔ اس سلسلے میں قدیم مغربی اہلِ قلم نے، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، خود آپ ﷺ ہی کو بت قرار دے ڈالا تھا؛ جس کی، ان کے بقول، مسلمان پرستش کیا کرتے تھے۔ جدید مغربی قلم کار

اگرچہ آپ ﷺ کو اپنے قدما کی طرح بت قرار نہیں دیتے، لیکن آپ ﷺ کو شرک اور مشرکین سے سمجھوتا کرنے والا اور اسلامی عبادات و رسوم اور ان کے طریقِ ادائیگی کو شرک ظاہر کرنے میں انہیں بھی کوئی عار نہیں۔ ٹارنڈرائے کا خیال ہے کہ محمد[ﷺ] نے بتوں کی شفاعت کا انکار نہیں کیا؛ آپ[ﷺ] نے صرف انھیں خدا کی بیٹیاں کہنے سے منع کیا ہے؛ حضور[ﷺ] تسلیم کرتے ہیں کہ بت فرشتے ہیں؛ اور بتوں کا حقِ شفاعت مسلم ہے۔[51] جارج سیل کے مطابق حج بیت اللہ اور نمازوں میں کعبے کی طرف رخ کرنا بت پرستی کے ہم معنی ہے۔ محمد[ﷺ] نے عربوں کو کعبے سے روکنے کی ناکام کوششوں کے بعد، ان کی مشرکانہ رسوم کے سلسلے میں، ان سے مصالحت کر لی تھی؛ اور نمازوں میں خانہ کعبے کی طرف رخ کرنے اور کعبے کا حج کرنے کی اجازت دے دی تھی۔[52] منٹگمری واٹ مشرکینِ مکہ اور حضور ﷺ کے تصورِ الٰہ کو ایک ہی بنا دیتے ہیں، جب وہ کہتے کہ آپ[ﷺ] کا تصور یہ تھا کہ اللہ بڑا خدا ہے، جس کے ساتھ کم تر درجے کے خدا موجود ہیں؛ جو بڑے خدا تک واسطے اور تقرب کا ذریعہ ہو سکتے ہیں۔[53] اس بات کا امکان موجود ہے کہ آپ[ﷺ] کا اور آپ[ﷺ] کے دیگر ہم عصروں کا ایک ہی عقیدہ ہو کہ: اللہ بڑا خدا ہے، جس کے ساتھ دیگر خدا بھی ہیں؛ جو اس تک پہنچنے کا کام دے سکتے ہیں۔[54] قرآن نے ان خداؤں کے لوگوں کو نفع یا نقصان نہ پہنچا سکنے کا ذکر تو کیا ہے، لیکن ان کے وجود کا انکار یا ان کے چھوٹے خدا ہونے کی نفی نہیں کی۔[55] حضرت محمد[ﷺ] ابتدا میں بتوں اور بت پرستی کے مخالف نہ تھے؛ قرآن کی ابتدائی آیات میں بت پرستی کو نشانہ نہیں بنایا گیا؛ ہاں بعد میں محمد[ﷺ] نے اس کی سخت مخالفت ضرور کی۔[56]

سیرتِ نبوی ﷺ کے حوالے سے، مستشرقین کی جانب سے ایک یہ تصور سامنے آیا کہ محمد ﷺ کی کامیابی اور آپ ﷺ کی دعوت کی بہ سرعت اشاعت دراصل حالات و ظروف کے موافق وساز گار اور آپ ﷺ کے حق میں ہونے کا نتیجہ تھی۔ ولیم میور کے مطابق حالات اتنے ساز گار تھے اور دعوت و تبلیغ اتنی پرجوش تھی کہ اسلام گھر گھر اور قبیلہ قبیلہ پہنچ گیا۔ یہودی حیرت زدہ تھے، جن لوگوں کو بت پرستی سے نکالنے کے لیے ان کی زمانوں کی محنت کارگر نہ ہو سکی تھی، اب وہ بتوں کو پھینک کر توحیدِ خداوندی کا اقرار کر رہے تھے۔ کامیابی کا راز آلے کے صحیح استعمال میں مضمر تھا۔ اسلام مقامی اور مزاج سے ہم آہنگ تھا۔ یہودیت اپنی اصل کے اعتبار سے بدیسی تھی، لہٰذا وہ عربوں کی ہمدردیاں حاصل نہ کر سکی۔ اسلام عربوں کے عقائد و نظریات، توہمات اور رسوم

وروایات پر مبنی تھا، سو وہ جلد ہی ان کے دلوں میں جاگزیں ہو گیا۔[57] گب (Hamilton Alexander Rosskeen Gibb، 1895-1971)[58] نے لکھا:

> Mohammad was not at the outset the conscious preacher of a new religion. It was opposition and controversy with the Meccans that forced him on from stage to stage, as it was the later opposition in Medina that led to the final emergence of Islam as a new religious community with its distinctive faith and institution[59].

> محمد [ﷺ] ابتدا میں، شعوری سطح پر، نئے دین کے داعی نہ تھے، یہ اہلِ مکہ کی مخالفت اور دشمنی تھی، جس نے آپ [ﷺ] کو رفتہ رفتہ اس پر مجبور کیا۔ بعد ازاں مدینے میں آپ [ﷺ] کی مخالفت، ایک نئے صاحبِ عقیدہ و نظم مذہبی معاشرے کی صورت میں، اسلام کے ظہور پر منتج ہوئی۔

منٹگمری واٹ کا استدلال ہے کہ کوئی نیا مذہب کسی ضروری محرک کے بغیر ظہور پذیر نہیں ہو سکتا۔ محمد [ﷺ] اور آپ [ﷺ] کے اولین پیروکاروں کے معاملے میں بھی یقیناً ضرورت رہی ہو گی؛ جسے ترقی پذیر مذہب کے عقائد ورسوم کے ذریعے پورا کیا گیا۔[60]

خلاصہ بحث

آں حضور ﷺ کی شخصیت کی تفہیم سے متعلق استشراقی افکار کی تاریخ کے اس اجمالی خاکے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے یہاں ابتداً آپ ﷺ پر انتہائی پست الزامات ملتے ہیں۔ وہ افسانوی انداز سے جس مرضی برائی کو حضور ﷺ سے منسوب کر دیتے ہیں۔ بعد کے درمیانی ادوار میں کچھ آوازیں ایسی اٹھتی ہیں، جو حضور ﷺ پر لگائے فضول نوعیت کے مغربی الزامات کی تردید کرتی اور آپ ﷺ سے حق و انصاف کا مطالبہ کرتی ہیں، لیکن حق و انصاف کا مطالبہ کرنے والے ان مستشرقین کے یہاں بھی مختلف حوالوں سے آپ کو ہدفِ تنقید بنایا جاتا ہے۔ اس کے بعد کی صدیوں اور جدید تر دور میں آپ ﷺ کی شخصیت سے متعلق قدرے زیادہ معروضی رویے کا دعویٰ کیا جاتا ہے، اور بعض لوگ اس ضمن میں معتدل رویہ ظاہر بھی کرتے ہیں تاہم جدید مطالعات میں بھی بہت دفعہ وہی غلط باتیں دہرائی جاتی ہیں، جن سے اس تاثر کو تقویت ملتی ہے کہ جدید تر مستشرقین بھی روایتی اندازِ فکر سے نجات حاصل نہیں کر سکے اور معروضیت کے تمام تر دعوؤں کے باوجود بہت سے

مقامات پر واضح طور پر غیر معروضی رویہ اپناتے دکھائی دیتے ہیں، جس کی متعدد مثالیں ان جدید مستشرقین میں بعض معروف شخصیات کے حوالوں سے پیش کی گئی ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1] عصرِ حاضر کے مشہور سکاٹش مستشرق۔ یونی ورسٹی آف ایڈنبرا میں عربی اور علومِ اسلامیہ کے پروفیسر رہے۔ یونی ورسٹی آف ٹورنٹو اور جارج ٹاؤن یونی ورسٹی میں بھی خدمات سر انجام دیں۔ اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے حوالے سے بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں "Muhammad: Prophet and Statesman" "Muhammad at Mecca", "Muhammad at Medina", ۔ مشہور تصانیف ہیں۔ اپنے غیر معمولی کام کی وجہ سے آخری مستشرق (the Last Orientalist) کہے گئے ہیں۔ آں جناب ﷺ کو عہد نامہ قدیم کے پیغمبروں کی طرح کا پیغمبر اور قرآن کے خدا کی طرف سے الہام ہونے کا اقرار کر لیا تھا؛ البتہ خطا سے مبرا نہ مانا تھا۔

[2] Watt, Muhammad: Prophet and Statesman,231.

[3] مشہور کتاب تاریخِ عرب (History of the Arabs) کے مصنف لبنانی امریکی سکالر۔ عرب، مشرقِ وسطی اور سامی زبانوں کے ماہر کی حیثیت سے معروف ہیں۔ امریکا میں عربی اور اسلامی مطالعات کے بانی خیال کیے جاتے ہیں۔ لبنان میں سوق الغرب کے مشن سکول میں تعلم حاصل کی۔ کولمبیا یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی اور یہیں سامی زبانوں کے استاد رہے۔ پرنسٹن اور ہارورڈ یونی ورسٹیز میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔

[4] Philip K. Hitti, Islam a way of life (London: Oxford University Press, 1971), 22-23.

[5]Archbishop Turpin, History of Charles the Great and Orlando, trans. Thomas Rodd (London: Old Broad Street, 1812),1/6-7.

[6]Ordericus Vitalis, The Ecclesiastical History of England and Normandy, trans. Thomas Forester (London: Henry G .Bohn, ND), 3/175-176.

[7] See for details: Lucky T Smith,York Plays: The Plays Performed on the Day of Corpus Christi in the 14th, 15th, & 16th Centuries (Oxford: Clarendon press,1885)

[8] Henry Stubbe, An account of the Rise and Progress of Mahometanism with the life of Mahomet, ed; Hafiz Mahmud Khan Shairani(London: Luzac & co,1911), 219.

[9]سر جیئس بحیری راہب کو کہا جاتا ہے، اہلِ تاریخ کے مطابق، جس سے آں جناب ﷺ کی، حضرت ابو طالب کے ساتھ، شام کے سفر کے دوران، بصری میں ملاقات ہوئی تھی؛ اور جس نے بعض معجزانہ علامات کے ذریعے، آپ ﷺ کو پہچانا اور بتایا تھا کہ آپ نبی ہیں۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر نو سے بارہ سال کے درمیان تھی۔

[10]Karen Armstrong, Muhammad: A Biography of the Prophet (London: Clays, 2003),27.

[11]پروٹسنٹ اصلاح کے حوالے سے شہرہ آفاق مسیحی سکالر۔ابتدا میں آگسٹینین(Augustinian، مسیحی راہبوں کے سینٹ آگسٹائن-Saint Augustine،354ء-430ء-کا پیرو) مسیحی تھا۔ بعد میں رومن کیتھولک چرچ کے خلاف زبردست تحریک برپا کی؛اور چرچ کے بہت سے عقائد وتعلیمات کو چیلنج کر دیا۔

[12]Stubbe, Rise and Progress of Mahometanism, 229.

[13]قرون وسطی کے آئرلینڈ یا آسرے(Ossory)کا بشپ۔اپنے زمانے تک کے انگریز مصنفین کے کاموں کی فہرست مرتب کی۔ کنگ جان کے موضوع پر قدیم ترین انگریزی شعری ڈرامہ(Verse Drama) تحریر کیا۔ مخالفین پر شدید اور توہین آمیز تنقید کیا کرتا تھا۔ اپنی جھگڑالو اور جارحانہ طبیعت کے باعث، چڑاچڑایا صفرا کا مریض بیل(Bilious Bale) کہلاتا ہے۔

[14] Stubbe, Rise and Progress of Mahometanism, 230.

[15] Stubbe, Rise and Progress of Mahometanism, 230-231.

[16]اس ضمن میں تفصیلی معلومات کے لیے دیکھیے:

Norman Denial, Islam and the West: the making of an image (Edinburgh: 1960), 284-285.

[17]فرانسیسی سیاستدان اور رومن کیتھولک کارڈینل۔(کارڈینل کیتھولک چرچ میں ایک ٹائٹل تھا،جو عظیم رہنمائے چرچ کو ظاہر کرتا تھا؛کارڈینلز کا ایک گروپ کالج آف کارڈینلز کہلاتا تھا؛جس کے ممبر پوپ کی درخواست پر کلیسائی معاملات میں مشورہ دینے کا فریضہ انجام دیتے تھے)

[18]زمانہ اقتدار 1509ء-1547ء ہے۔

[19] Stubbe, Rise and Progress of Mahometanism, 231-232.cf. Cardinal Peron, Luther's Alkoran,2/117-125, 1642.

[20]انگریز فزیشن اور مصنف۔ یہ اپنے زمانے کے لاطینی اور یونانی کے سب سے بڑے سکالر اور عظیم ریاضی دان اور مورخ قرار دیے گئے ہیں۔ مذہبی رواداری کے موید تھے۔ تثلیث پرست مسیحیت کی مخالفت کی؛توحید پرست عیسائیت اور اسلام میں مماثلت دکھانے کی کوشش کی۔ان کی کتاب An Account of Rise and Progress of Mahometanism، جس کا حوالہ اوپر کئی بار آ چکا ہے،انگریزی میں اسلام اور پیغمبرِ اسلام کا پہلا ہمدردانہ مطالعہ قرار دی گئی ہے۔اس کتاب میں سٹب نے آں جناب ﷺ کے خلاف مغربی تصورات کو غلط اور متعصبانہ قرار دیا۔ سٹب یہ کتاب شائع نہ کروا سکے تھے؛ یہ نخ کی حیثیت سے زیرِ گردش رہی۔

[21] See: Stubbe, Rise and Progress of Mahometanism, 141-143.

[22]فرانسیسی مصنف ومورخ۔ آرمی میں خدمات انجام دیں۔ تاریخ اور مذہب کے علاوہ سائنس اور فلسفے کے موضوعات پر بھی کتابیں تحریر کیں۔

[23] جرمن فزیشن اور مستشرق۔ مغرب میں عربی اور بازنطینی علم اللسان کے بانی خیال کئے گئے ہیں۔ اس ضمن میں متعدد کتابیں تحریر کیں۔

[24] Armstrong, Muhammad A Biography,36-37.

[25] مشہور جرمن شاعر اور مصنف۔ بہت سی مشہور و موثر شعری تخلیقات کے علاوہ تنقید، لسانیات اور سائنسی موضوعات پر بھی متعدد تحریریں پیش کیں۔ کرسچن تھیالوجی کے بہت سے بنیادی معتقدات کی مخالفت کی۔ مذہبی حوالے سے دیکھیں تو گوئٹے کی فکر میں قابل ذکر عناصر یہ ہیں: حضرت مسیح اور چرچ کے عقائد میں بہت فرق ہے۔ آدمی کسی بھی چرچ کی اتباع کے بغیر مسیحی رہ سکتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ تاریخ کی موثر، قابلِ تعریف اور توحید پرست شخصیت ہیں۔

[26] See: Abdulqadir Almurabit, “Was the Goethe a Muslim?” Accessed October 2, 2015. http://www.themodernreligion.com/convert/convert_goethe.htm

[27] سکاٹش فلسفی، مصنف اور مورخ۔ جرمن آئیڈلزم اور اس کے بنیادی محرک جوہن گولپ فچے (Johann Gottlieb Fichte، 1762ء–1814ء) سے بہت تاثر لیا؛ اور تاریخی اور فلسفیانہ موضوعات پر متعدد کتابیں لکھیں۔ پہلا بڑا کام Sartor Resartus (The Tailor Retailored) کے عنوان سے لکھا گیا ناول تھا؛ جو ایک جرمن فلسفی کی حیات وفکر پر تبصرہ تھا۔ بعد ازاں The French Revolution: A History اور Heroes and Hero Worship ایسی کئی مشہور کتابیں تصنیف کیں۔ تاریخ سے متعلق کارلائل کا خیال تھا کہ یہ بڑے لوگوں کے سوانح اور طرز عمل کا نام ہے۔

[28] Thomas Carlyle, Heroes and Hero Worship (Philadelphia: Henry Altemus, ND), 60-63.

[29] Armstrong, Muhammad A Biography,37-38.

[30] Weil, History of Islamic peoples, 26.

[31] سویڈش مستشرق اور بشپ۔ مذہبی اور کلیسائی پس منظر کے حامل، ٹار اینڈرائے نے اپسالہ یونیورسٹی (Uppsala University) سویڈن سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ یونی ورسٹی کالج آف سٹاکلم (University College of Stockholm) سویڈن میں تاریخِ مذاہب کے پروفیسر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ابتدائی اسلامی تاریخ، اسلامی تصوف اور سائیکالوجی آف ریلجین، دلچسپی کے خاص موضوعات تھے۔ اسلام اور سیرتِ نبوی کے حوالے سے Mohammed, Sein Leben und Sein Glaube کے عنوان سے کتاب شائع کی، جو سپینی، اطالوی اور انگریزی زبانوں میں ترجمہ ہوئی۔ ہمارے پیش نظر اس کتاب کا انگریزی ترجمہ ہے: جو Muhammad The Man and His Faith کے عنوان سے کیا گیا ہے۔

[32] Tor Andrae, Muhammad: The man and his faith, trans. Theophil Menzel (London: George Allen & Unwin, 1956), 143.

[33] Andrae, Muhammad: The man and his faith, 191.

[34] Muir, Mahomet and Islam, 140.

[35] Muir, Mahomet and Islam, 140-141.

[36] محمد احسان الحق سلیمانی، رسولِ مبین (لاہور: مقبول اکیڈمی، 1993)، 94۔
[37] Watt, Muhammad at Medina, 204-205.
[38] برٹش مورخ و مصنف۔ قرونِ وسطی کی اسلامی اور ایشیائی تاریخ دلچسپی کا خصوصی میدان تھی۔ A History of Medieval Muslims and Mongols: ‹The Muslim World on the Eve of Europe's expansion‹Islam Essays on Medieval Asia وغیرہ کتابیں تحریر کیں۔
[39] John Joseph Saunders, A History of medieval Islam (London: Routledge and Kegan Paul,1965), 23.
[40] Muir, Mahomet and Islam, 15.
[41] Watt, Muhammad Prophet and Statesman,8.
[42] Watt, Muhammad Prophet and Statesman,200-201.
[43] William Montgomery Watt, Muhammad at Mecca (Great Britain: Edinburgh University Press, 1988,) 47.
[44] Watt, Muhammad at Medina, 228-229; Watt, Muhammad: Prophet and Statesman, 33.
[45] Watt, Muhammad at Medina, 231.
[46] Watt, Muhammad Prophet and Statesman,105.
[47] Muir, Mahomet and Islam, 101.
[48] George Sale, The Koran,38.
[49] Andrae, Muhammad: The man and his faith,147.
[50] Andrae, Muhammad: The man and his faith,104.
[51] Andrae, Muhammad: The man and his faith, 21-22.
[52] George Sale, The Koran, 95.
[53] Watt, Muhammad at Mecca, 49.
[54] Watt, Muhammad at Mecca, 87.
[55] Watt, Muhammad at Mecca, 90.
[56] Watt, Muhammad at Medina, 309.
[57] Muir, Mahomet and Islam, 58.

[58] سکاٹش مستشرق۔ یونیورسٹی آف ایڈنبرا اور یونی ورسٹی آف لنڈن کے سکول آف اورینٹل اینڈ افریکن سٹڈیز میں تعلیم حاصل کی۔ 19 سال کی عمر میں کمشن حاصل کیا۔ پہلی جنگِ عظیم کے دوران فرانس اور اٹلی میں برٹش رائل رجمنٹ آف آرٹلری میں ملٹری خدمات سرانجام دیں۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے ایڈیٹر اور لنڈن اور ہاورڈ یونیورسٹیز میں استاد رہے۔
[59] H. A. R. Gibb, Mohammedanism: An Historical Survey (New York: Oxford University press, 1964), 25-26.
[60] Watt, Muhammad: Prophet and Statesman, 14.